ابنِ انشا

(۱۹۲۷ء-۱۹۷۸ء)

اصل نام شیر محمد خاں ہے لیکن قلمی نام ابنِ انشا کا اتنا چرچا ہوا کہ لوگ اُن کا اصل نام بھول گئے۔ ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب، انڈیا) کی تحصیل پھلور کے ایک چھوٹے سے گاؤں "تھلہ" میں پیدا ہوئے جہاں اُن کے والد کھیتی باڑی کرتے تھے۔ لدھیانہ سے میٹرک پاس کیا۔ مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے مگر تنگ دستی کی وجہ سے حاصل نہ کر سکے اور ملازمت کر لی لیکن ساتھ ساتھ پرائیویٹ طور پر تعلیم بھی جاری رکھی اور ۱۹۴۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد ابنِ انشا ہجرت کر کے لاہور آ گئے اور ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ وہاں سے اپنی محنت اور خداداد صلاحیتوں کی بنا پر ترقی کرتے ہوئے سرکاری ادارے "پاکستان نیشنل سنٹر" کے سربراہ اور یونیسکو (UNESCO) کے پاکستان آفس کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ یونیسکو سے وابستگی کی وجہ سے ان کو مشرق و مغرب کے مختلف ممالک کے سفر کرنے کے کچھ مواقع میسر آئے جس کے نتیجے میں اُردو میں شگفتہ سفر ناموں کا خوش گوار اضافہ ہوا۔ ان کے سفر ناموں میں "آوارہ گرد کی ڈائری"، "دنیا گول ہے"، "ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں"، "چلتے ہو تو چین کو چلیے" اور "نگری نگری پھرا مسافر" شامل ہیں۔

"اُردو کی آخری کتاب میں" جو "اردو کی پہلی کتاب" کی پیروڈیوں کا مجموعہ ہے، ہمیں طنز و مزاح کے اعلیٰ نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

ابنِ اِنشا نے کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ذہنی بالغوں کے لیے ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کی نثر معمولی سمجھ رکھنے والوں کی سمجھ سے ماورا ہے اور ان کی نثر کو سمجھنے کے لیے مطالعۂ تاریخ اور جغرافیائی سرحدوں اور ان کے کلچر پر نظر ہونی چاہیے۔ شاملِ کتاب سبق "ابتدائی حساب" ان کی اسی کتاب سے مستعار ہے۔

www.ilmkidunya.com

اِبتدائی حساب

مقاصدِ تدریس:

۱۔ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ بعض نثر نگاروں کی حسِ مزاح بڑی تیز ہوتی ہے اور ان کی عام گفت گو میں بھی کتنے ہی لطیف پہلو موجود ہوتے ہیں۔

۲۔ اُردو نثری ادب میں طنز و مزاح کی اہمیت واضح کرنا۔

۳۔ طلبہ کو ابن انشا کے اسلوبِ بیان سے آگاہ کرنا اور ان کی کتابوں خصوصاً شگفتہ سفر ناموں کے بارے میں آگاہ کرنا۔

۴۔ طلبہ کو "اردو کی پہلی کتاب" از مولانا محمد اسماعیل میرٹھی کے بارے میں بتانا اور انھیں آگاہ کرنا کہ تحریف نگاری (پیروڈی) کیا ہے۔

۵۔ طلبہ کو علمِ بیان: تشبیہ، استعارہ، اور رموزِ اوقاف: سکتہ، وقفہ، رابطہ، تفصیلیہ، ختمہ کے استعمال سے آگاہ کرنا۔

حساب کے چار بڑے قاعدے ہیں: • جمع • تفریق • ضرب • تقسیم

جمع: جمع کے قاعدے پر عمل کرنا آسان نہیں، خصوصاً مہنگائی کے دنوں میں۔ سب کچھ خرچ ہو جاتا ہے، کچھ جمع نہیں ہو پاتا۔ جمع کا قاعدہ مختلف لوگوں کے لیے مختلف ہے۔ عام لوگ کے لیے ۱+۱ = $\frac{1}{2}$۱ کیوں کہ $\frac{1}{2}$ انکم ٹیکس والے لے جاتے ہیں۔

تجارت کے قاعدے سے جمع کریں تو ۱+۱ کا مطلب ہے گیارہ۔ رشوت کے قاعدے سے حاصل جمع اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ قاعدہ وہی اچھا جس میں حاصلِ جمع زیادہ سے زیادہ آئے بشرطے کہ پولیس مانع نہ ہو۔ ایک قاعدہ زبانی جمع خرچ کا ہوتا ہے۔ یہ ملک کے مسائل حل کرنے کے کام آتا ہے۔ آزمودہ ہے۔

تفریق: مَیں سندھی ہوں، تُو سندھی نہیں ہے۔ مَیں بنگالی ہوں، تُو بنگالی نہیں ہے۔ مَیں مسلمان ہوں تُو مسلمان نہیں ہے۔ اس کو تفریق پیدا کرنا کہتے ہیں۔ حساب کا یہ قاعدہ بھی قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ تفریق کا ایک مطلب ہے، منہا کرنا، یعنی نکالنا ایک عدد میں سے دوسرے عدد کو۔ بعض عدد از خود نکل جاتے ہیں۔ بعضوں کو زبردستی نکالنا پڑتا ہے۔ ڈنڈے مار کر نکالنا پڑتا ہے۔ فتوے دے کر نکالنا پڑتا ہے۔

ایک بات اور یاد رکھیے۔ جو لوگ زیادہ جمع کر لیتے ہیں، وہی زیادہ تفریق بھی کرتے ہیں۔ انسانوں اور انسانوں میں، مسلمانوں اور مسلمانوں میں۔ عام لوگ تفریق کے قاعدے کو پسند نہیں کرتے، کیوں کہ حاصلِ تفریق کچھ نہیں آتا، آدمی ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔

ضرب: تیسرا قاعدہ ضرب کا ہے۔ ضرب کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً ضرب خفیف، ضربِ شدید، ضربِ کاری وغیرہ۔ ضرب کی ایک اور تقسیم بھی ہے۔ پتھر کی ضرب، لاٹھی کی ضرب، بندوق کی ضرب۔ علامہ اقبالؒ کی "ضربِ کلیم" ان کے علاوہ ہے۔ حاصل ضرب کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ ضرب کس چیز سے دی گئی ہے یا لگائی گئی ہے۔ آدمی کو آدمی سے ضرب دیں تو حاصل ضرب بھی

آدمی ہی ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ زندہ ہو۔ ضرب کے قاعدے سے کوئی سوال حل کرنے سے پہلے "تعزیرات پاکستان" پڑھ لینی چاہیے۔

تقسیم: یہ حساب کا بڑا ضروری قاعدہ ہے۔ سب سے زیادہ جھگڑے اسی پر ہوتے ہیں۔ تقسیم کا مطلب ہے بانٹنا۔ اندھوں کا آپس میں ریوڑیاں بانٹنا۔ بندر کا بلیوں میں روٹی بانٹنا۔ چوروں کا آپس میں مال بانٹنا۔ اہل کاروں کا آپس میں رشوت بانٹنا۔ مل بانٹ کر کھانا اچھا ہوتا ہے۔ دال تک جوتوں میں بانٹ کر کھانی چاہیے، تقسیم کا طریقہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ حقوق اپنے پاس رکھیے، فرائض دوسروں میں بانٹ دیجیے۔ روپیا پیسا اپنے کیسے میں ڈالیے، قناعت کی تلقین دوسروں کو کیجیے۔

ابتدائی الجبرا:

یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے چوں کہ طالبِ علم اس سے گھبراتے ہیں اور یہ جبراً پڑھایا جاتا ہے، اس لیے الجبرا کہلاتا ہے۔

حساب اعداد کا کھیل ہے۔ الجبرا حرفوں کا کھیل ہے۔ ان میں سب سے مشہور حرف "لا" ہے۔ اس کے معنی کچھ نہیں بلکہ یہ ایسا ہے کسی اور لفظ کے ساتھ لگ جائے تو اس کے معنی بھی سلب کر لیتا ہے۔ جس طرح لامکاں، لادوا، لاولد وغیرہ۔ بعض مستثنیات بھی ہیں۔ مثلاً لاہور، لاڑکانہ، لالٹین، لالوکھیت وغیرہ۔ اگر ان لفظوں کے ساتھ لا نہ ہو تو ہور، ڑکانہ، لٹین اور لوکھیت کے کچھ معنی نہ نکلیں۔ آزمائے کو آزمانا جہل کہتے ہیں لیکن الجبرا میں آزمائے کو ہی آزماتے ہیں۔ اچھے خاصے پڑھے لکھوں کو نئے سرے سے "اب ج" سکھاتے ہیں بلکہ ان کے مربعے بھی نکلواتے ہیں۔ الجبرا کا ہماری طالب علمی کے زمانے میں کوئی خاص مصرف نہ تھا۔ اس سے صرف اسکولوں کے طلبہ کو فیل کرنے کا کام لیا جاتا تھا لیکن آج کل یہ عملی زندگی میں خاصا استعمال ہوتا ہے۔ دکان دار اور گداگر اس قاعدے کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ پیسا لا، اور لا اور لا۔ بعض رشتوں میں الجبرا یعنی جبر کا شائبہ ہوتا ہے، جیسے: مدر اِن لا، فادر اِن لا وغیرہ۔

ابتدائی جیومیٹری:

جیومیٹری لکیروں کا کھیل ہے۔ علمائے جیومیٹری کو ہم لکیر کے فقیر کہہ سکتے ہیں۔ دنیا نے اتنی ترقی کر لی، ہر چیز بشمول سائنس اور مہنگائی کہاں سے کہاں پہنچ گئی، لیکن جیومیٹری والوں کے ہاں اب تک زاویہ قائمہ ۹۰ درجہ کا ہوتا ہے اور مثلث کے اندرونی زاویوں کا مجموعہ ۱۸۰ درجے سے تجاوز نہیں کر پایا۔ امریکا اور روس ہر معاملہ میں لڑتے ہیں، اس معاملے میں ملی بھگت ہے۔ ہم اپنے ملک میں اپنی پسند کا نظام لائیں گے تو اپنی اسمبلی میں ایک قانون بنوائیں گے، چند درجے ضرور بڑھائیں گے۔ مستطیل بھی پرانے زمانے میں جیسی چورس ہوتی تھی، ویسی آج کل ہے۔ گول کرنا تو بڑی بات ہے کسی کو یہ توفیق تک نہ ہوئی کہ اس کے چار سے پانچ یا چھے ضلعے کر دیں۔ ایک آدھ فالتو رہے تو اچھا ہی ہے۔ مغربی پاکستان کے ضلعوں میں ہم ردوبدل کرتے ہیں تو مستطیل وغیرہ کے ضلعوں میں کیوں نہیں کر سکتے۔

جیومیٹری میں بنیادی چیزیں ہیں: خط، نقطہ، دائرہ، مثلث وغیرہ۔ اب ہم تھوڑا تھوڑا حال ان کا لکھتے ہیں:

خط: خط کی کئی قسمیں ہیں:

خطِ مستقیم: بالکل سیدھا ہوتا ہے، اس لیے اکثر نقصان اٹھاتا ہے۔ سیدھے آدمی بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔

یہ نیم حلوا ہوتا ہے بالکل کھیر کی طرح، لیکن اس میں میٹھا نہیں ڈالا جاتا۔

خطِ تقدیر: اسے فرشتے پکی سیاہی سے کھینچتے ہیں۔ یہ مستقیم بھی ہوتا ہے منحنی بھی۔ اس کا مٹانا مشکل ہوتا ہے۔

خطِ بیرنگ[1]: اس پر لگانے والے ٹکٹ نہیں لگاتے۔ ہمیں دگنے پیسے دینے پڑتے ہیں۔

خطِ شکستہ: یہ وہ خط ہے جس میں ڈاکٹر لوگ نسخے لکھتے ہیں۔ تبھی تو آج کل اتنے لوگ بیماریوں سے نہیں مرتے جتنے غلط دوا ؤں کے استعمال سے مرتے ہیں۔

خطِ استوا: یہ اس لیے ہوتا ہے کہ کہیں تو دُنیا میں دن رات برابر ہوں، کہیں تو مساوات نظر آئے۔

متوازی خطوط: یہ ویسے تو آمنے سامنے ہوتے ہیں، لیکن تعلقات نہایت کشیدہ۔ ان کو کتنا بھی لمبا کھینچ کے لے جایئے یہ کبھی آپس میں نہیں ملتے۔ کتابوں میں یہی لکھا ہے لیکن ہمارے خیال میں ان کو ملانے کی کوئی سنجیدہ کوشش کبھی بھی نہیں کی گئی۔ آج کل بڑے بڑے ناممکنات کو ممکن بنادیا گیا ہے تو یہ کس شمار قطار میں ہیں۔

نقطہ (.): نقطہ یعنی بندی یعنی پوائنٹ۔ یہ محض کسی جگہ کی نشاندہی کے لیے ہوتا ہے۔ جیومیٹری کی کتابوں میں آیا ہے کہ نقطہ جگہ نہیں گھیرتا۔ ایک آدھ نقطے کی حد تک یہ بات صحیح ہوگی لیکن چھ نقطوں سے تو آپ سارا پاکستان گھیر سکتے ہیں۔

دائرہ: دائرے چھوٹے بڑے ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ قریب قریب سبھی گول ہوتے ہیں۔ ایک اور عجیب بات ہے کہ ان میں قُطر کی لمبائی ہمیشہ نصف قُطر سے دُگنی ہوتی ہے۔ جیومیٹری میں اس کی کوئی وجہ نہیں لکھی گئی۔ جو کسی نے پرانے زمانے میں فیصلہ کر دیا، اب تک چلا آرہا ہے۔ ایک دائرہ اسلام کا دائرہ کہلاتا ہے۔ پہلے اس میں لوگوں کو داخل کیا کرتے تھے، آج کل داخلہ منع ہے، صرف خارج کرتے ہیں۔

مثلث: تکون کے تین کونے ہوتے ہیں۔ چار کونوں والی بھی ہوتی ہوں گی، لیکن ہمارے ملک میں نہیں پائی جاتیں۔ کم از کم ہماری نظر سے نہیں گزریں۔

(اُردو کی آخری کتاب)

(1) Bearing بہ معنی برداشت کرنا۔ یہاں مفہوم ڈاک خرچ برداشت کرنا ہے۔

مشق

(۱) درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) زبانی جمع خرچ کا قاعدہ جو آزمودہ ہے، کام آتا ہے:
(الف) بچوں کو بہلانے کے لیے (ب) دوستوں کو ٹرخانے کے لیے
(ج) گھر کے مسائل حل کرنے کے لیے (د) ملکی مسائل حل کرنے کے لیے

(ii) "مَیں مسلمان ہوں، تو مسلمان نہیں ہے" اس کو کہتے ہیں:
(الف) جمع کرنا (ب) تفریق پیدا کرنا (ج) لڑائی کرنا (د) ضرب دینا

(iii) آدمی کو آدمی سے ضرب دیں تو حاصلِ ضرب ہوتا ہے:
(الف) آدمی (ب) ایک بکری (ج) ایک بھیڑ (د) ایک گائے

(iv) سب سے زیادہ جھگڑے ہوتے ہیں:
(الف) جمع کے قاعدے پر (ب) تفریق کے قاعدے پر
(ج) ضرب کے قاعدے پر (د) تقسیم کے قاعدے پر

(v) خطِ استوا ہوتا ہے جہاں:
(الف) سمندر ہی سمندر ہے (ب) دن بڑے ہوتے ہیں
(ج) راتیں بڑی ہوتی ہیں (د) دن رات برابر ہوتے ہیں

(vi) عجیب بات ہے کہ قُطر کی لمبائی ہوتی ہے ہمیشہ نصف قُطر سے:
(الف) دُگنی (ب) سہ گنی (ج) چار گنی (د) کئی گنا بڑی

(۲) سبق "ابتدائی حساب" کے متن کے مطابق دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) مصنّف کے مطابق جمع کے قاعدے پر عمل کرنا آسان کیوں نہیں ہے؟
(ب) تقسیم کرنے کا طریقہ کب آسان ہوتا ہے؟
(ج) مصنّف کی طالب علمی کے زمانے میں الجبرے کا خاص مصرف کیا تھا؟
(د) مستطیل کے چار کے بجائے پانچ یا چھے ضلعے کر دینے سے مصنّف کیا مراد لیتے ہیں؟

www.ilmkidunya.com

(ہ) مصنف کے نزدیک خط کی کتنی قسمیں ہیں اور وہ کون کون سی ہیں؟

(و) مصنف نے دائرے کے گول ہونے کی کیا وجہ لکھی ہے؟

(۳) سبق "ابتدائی حساب" کے متن کے حوالے سے دیے ہوئے جملوں میں خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) قاعدہ وہی اچھا ہے جس میں ______ زیادہ سے زیادہ آئے۔

(ب) بعض عدد خود نکل جاتے ہیں، بعضوں کو ______ نکالنا پڑتا ہے۔

(ج) علامہ اقبالؒ کی ______ ان کے علاوہ ہے۔

(د) چوں کہ طالب علم اس سے گھبراتے ہیں اور یہ جبراً پڑھایا جاتا ہے اس لیے ______ کہلاتا ہے۔

(ہ) علمائے ______ ہم لکیر کے فقیر کہہ سکتے ہیں۔

(و) یہ اس لیے ہوتا ہے کہ کہیں تو دنیا میں دن رات ______ ہوں، کہیں تو مساوات نظر آئے۔

علمِ بیان:

تحریر و تقریر کی خوبیوں کے ذکر اور ان کی بحث کو علمِ بیان کہتے ہیں۔
علمِ بیان کی چار قسمیں ہیں: تشبیہ، استعارہ، مجازِ مرسل، کنایہ۔

تشبیہ: جب کسی چیز کو مشترکہ صفت کی بنا پر اس کی کیفیت اور صورتِ حال کو مزید پُرتاثیر بنانے کے لیے کسی دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ جس چیز کو تشبیہ دیں اُسے مشبّہ، جس چیز کے ساتھ تشبیہ دیں اُسے مشبّہ بہ، وہ صفت جس کی بنیاد پر تشبیہ دی جائے، اسے وجہِ شبہ اور وہ کلمہ یا حرف جو مشبّہ اور مشبّہ بہ کو ملائے، اسے حرفِ تشبیہ کہتے ہیں۔

ارکانِ تشبیہ: تشبیہ کے چار ارکان ہوتے ہیں: مشبّہ، مشبّہ بہ، وجہِ شبہ اور حرفِ تشبیہ۔ جیسے: یہ کاغذ دودھ کی طرح سفید ہے۔
اس جملے میں "کاغذ" مشبّہ ہے، "دودھ" مشبّہ بہ ہے، "سفید" وجہِ شبہ ہے اور "کی طرح" حرفِ تشبیہ ہے۔

استعارہ: جب ہم کسی لفظ کو حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کریں کہ اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو تو اسے اصطلاح میں استعارہ کہتے ہیں۔

ارکانِ استعارہ: استعارے کے تین ارکان ہوتے ہیں: مستعار لہٗ (جس کے لیے استعارہ لیا جائے)، مستعار منہٗ (جس سے استعارہ لیا جائے) اور وجہِ جامع (مشترکہ صفت)۔ جیسے: ایک بلبل کہ ہے محوِ ترنّم اب تک
علامہ اقبال کے اس مصرعے میں بلبل کا لفظ استعارہ ہے جو علامہ اقبال نے اپنی ذات کے لیے استعمال کیا ہے۔ "علامہ اقبال" (جن کا مذکور نہیں) مستعار لہٗ ہے، "بلبل" کا لفظ مستعار منہٗ ہے اور "ترنّم" کا لفظ وجہِ جامع ہے۔

www.ilmkidunya.com

(۴) ان مثالوں میں سے تشبیہ اور استعارہ الگ الگ کیجیے۔

(الف) یہ خربوزہ شہد کی طرح میٹھا ہے۔ (ب) بچّے کے گال گلاب کے پھول کی مانند نرم و نازک تھے۔

(ج) شیر کے آتے ہی رَن کانپ اٹھا۔ (د) میرے چاند تُو کہاں تھا؟

تشبیہ:	استعارہ:

رموزِ اوقاف

رموزِ اوقاف سے مراد وہ علامتیں ہیں جو تحریر میں ایک جملے کو دوسرے جملے یا کسی جملے کے ایک حصّے کو دوسرے حصّوں سے علیحدہ کریں۔ اُردو میں رموزِ اوقاف کے طور پر کافی علامتیں استعمال ہوتی ہیں، یہاں ہم صرف پانچ علامتوں کا محلِ استعمال واضح کرتے ہیں:

سکتہ (،) اس علامت کو وقفِ خفیف بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علامت تحریر میں سب سے کم توقف کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ جہاں یہ علامت آئے وہاں پڑھنے والے کو بغیر سانس ٹوٹے بالکل ذرا سی دیر کے لیے ٹھہرنا چاہیے۔ جیسے: لاہور، سیال کوٹ، گجرات، ملتان اور سرگودھا پنجاب کے بڑے بڑے شہر ہیں۔

وقفہ (؛) اس علامت کو نصف وقف بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علامت سکتہ سے ذرا زیادہ ٹھہراؤ کے لیے آتی ہے۔ یہ علامت دو مقاصد کے تحت استعمال ہوتی ہے: جب ایک طویل جملے میں چھوٹے چھوٹے جملے آئیں یا کسی جملے کے مختلف اجزا پر زور دینا مقصود ہو۔ جیسے: جو کرے گا، سو بھرے گا؛ جو بوئے گا، سو کاٹے گا۔

رابطہ (:) اس علامت کا ٹھہراؤ، جسے وقف لازم بھی کہا جاتا ہے، وقفے سے قدرے زیادہ ہوتا ہے اور اس علامت کا استعمال وہاں کیا جاتا ہے جہاں توقف کرنا لازم ہو بصورتِ دیگر عبارت کے خلط ملط ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ جیسے: ماں نے بیٹے سے کہا: "بیٹا! محنت کرو، محنت کا اجر ضرور ملتا ہے۔"

تفصیلیہ (:-) اس علامت کا استعمال جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے، وہاں کیا جاتا ہے جہاں کسی بات کی تفصیل بیان کی جائے، جیسے: علّامہ اقبالؒ نے الہ آباد کے مقام پر خطبۂ صدارت دیتے ہوئے فرمایا:-.........................

ختمہ (۔) اس علامت کو، جسے انگریزی میں فل سٹاپ کہتے ہیں، جملے کے خاتمے پر لگایا جاتا ہے لیکن جہاں سکتہ، وقفہ، وقفِ لازم یا تفصیلیہ کا محلِ استعمال ہو، وہاں ختمے کی علامت کا استعمال ہرگز دُرست نہیں۔ جیسے: دنیا دار العمل ہے۔

(۵) درج ذیل جملوں میں رموزِ اوقاف کی علامتوں: سکتہ، وقفہ، رابطہ، تفصیلیہ اور ختمہ کا استعمال کریں۔

(الف) آج موسم بڑا خوش گوار ہے

(ب) قائدِ اعظمؒ کا فرمان اتحاد تنظیم اور یقین محکم ہمارے لیے آج بھی مشعلِ راہ ہے

www.ilmkidunya.com

(ج) ورزش کے فائدے حسب ذیل ہیں

(د) جاپان چین سنگاپور جنوبی کوریا اور فلپائن کا شمار ایشیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے

(ہ) آنا تو خفا آنا جانا تو رُلا جانا

(۶) اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

تفریق	تقسیم	الجبرا	مثلث	منحنی	بندی

(۷) درج ذیل پیراگراف توجہ سے پڑھیں اور آخر میں دیے گئے سوالوں کے جواب تحریر کریں۔

بچت کرنا ایک ایسا عمل ہے جس میں آپ اپنی آمدنی یا پیسوں کا کچھ حصہ خرچ کیے بغیر محفوظ رکھتے ہیں تا کہ اسے مستقبل میں کسی ضروری کام یا مقصد کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ یہ پیسے جمع کرنے کی عادت آپ کو غیر متوقع حالات، جیسے کہ ہنگامی اخراجات یا بڑی خریداریوں کے لیے مالی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ بچت کا مقصد صرف پیسے محفوظ کرنا نہیں ہوتا، بلکہ یہ مستقبل کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لیے منصوبہ بندی کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ بچت کرنے سے مالیاتی آزادی اور استحکام حاصل کیا جاسکتا ہے، جس سے آپ زندگی میں اپنے اہداف کو حاصل کرنے میں کام یاب ہو جاتے ہیں۔

سوالات: (الف) بچت کرنے سے کیا مراد ہے؟ (ب) بچت کرنے کے کیا فائدے ہیں؟

(ج) کیا بچت کرنے کا مقصد محض اپنی رقم محفوظ کرنا ہے؟

(د) بچت سے کس طرح مالیاتی آزادی اور خود مختاری حاصل کی جاسکتی ہے؟

(ہ) اس عبارت کا موزوں عنوان تجویز کریں۔

سرگرمیاں:

- طلبہ اپنی کاپی میں جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم کے قاعدوں کے مسلمہ اصول لکھیں۔
- طلبہ ایک فہرست بنائیں جس میں مصنف کے بیان کردہ تمام قاعدوں کی ایک ایک سطری مزاحیہ تفصیل لکھیں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب اپنے ظاہری رویوں میں سنجیدہ ادب سے قطعاً مختلف چیز ہے۔

۲۔ طلبہ پر واضح کر دیا جائے کہ مزاح کے لیے کوئی خاص صنف مخصوص نہیں بلکہ یہ کسی بھی صنف کی صورت میں لکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ اس سبق میں ریاضی کے جن جن قاعدوں کا تذکرہ آیا ہے، ان کی اصل صورتِ حال سے طلبہ کو آگاہ کیا جائے۔

۴۔ طلبہ کو "اردو کی پہلی کتاب" از مولانا محمد حسین آزاد کے بارے میں بتایا جائے تاکہ وہ مصنف کی مزاحیہ تحریر سے محظوظ ہو سکیں۔

www.ilmkidunya.com